زکوٰۃ

کی اہمیت

از: عبد العلیم اصلاحی

مکتبہ الاقصیٰ سعید آباد حیدرآباد

تفصیلات

نام کتاب	زکوۃ کی اہمیت
مولفہ	مولانا عبدالعلیم اصلاحی
بار دوم	نومبر ۲۰۰۰
تعداد	دو ہزار
کمپیوٹر کتابت	جلال الدین اکبر

اردو کمپیوٹر سنٹرM.35/ 181 -1 -17

داراب جنگ کالونی - مادناپیٹ

حیدرآباد۵۰۰۰۵۹ -(اے -پی)

فون4534596 موبائیل9848022987

ناشر

مکتبہ الاقصیٰ سعید آباد۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوۃ دراصل اس بات کی علامت ہے کہ آدمی کے دل میں خدا کے علاوہ کسی چیز کی محبت نہیں۔ اور وہ اپنے دل کو مال و دولت جیسی پرکشش چیزوں سے بھی پاک کر چکا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (توبہ ۱۰۳)

ان کے مالوں سے صدقہ لو، جس کے ذریعہ انھیں پاک کروگے اور ان کا تزکیہ کروگے۔

زکوۃ بندے کی جانب سے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے معاملہ کی تصدیق ہے۔ اللہ نے بندوں سے یہ ایک اہم معاملہ کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

بلاشبہ اللہ نے مومنین سے اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے ان کی جان اور مال خرید لیا ہے۔

اس عہد اور معاملہ کو بھول جانا اور مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہو جانا تمام برائیوں کی جڑ اور تمام ہلاکتوں کا پیش خیمہ ہے۔

حُبُّ الدُّنْيَا رَاسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ (مشکوۃ کتاب الرقاق)

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

فِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ (ترمذی)

میری امت کا فتنہ مال ہے۔

لیکن زکوۃ ادا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمان مال کے فتنہ سے

محفوظ ہے اور اب وہ مال باعث فتنہ ہونے کے بجائے ذریعہ خیر و برکت ہوگا۔

زکوۃ کی اہمیت

زکوۃ فرض ہے اور ایک اہم فرض ہے، فرائض میں نماز کے بعد دوسرا نمبر زکوۃ کا ہے اور پچھلی امتوں پر بھی زکوۃ فرض تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو اس طرح پہچنوایا ہے۔

وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا (مریم ۳۱)

اور خدا نے مجھے نماز اور زکوۃ کی تاکید کی ہے جب تک میں زندہ رہوں

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے۔

حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق حضرت یعقوب حضرت لوط حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے ذکر کے بعد اللہ نے فرمایا

وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عَابِدِیْنَ (انبیاء)

اور ہم نے انھیں وحی کے ذریعہ ہدایت کی کہ نیک کام کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور وہ سب ہماری ہی بندگی کرنے والے تھے۔

زکوۃ قرآن میں

قرآن میں نماز کے ساتھ اکتیس (۳۱) مقامات پر لفظ "زکوۃ" کا ذکر ہے، اس کے علاوہ انفاق اور صدقہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ ان گنت جگہوں پر زکوۃ کا حکم اور یاددہانی موجود ہے

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ

تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ O (البقرہ ۔ ۱۱۰)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جو خیر بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے بے شک اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ (البقرہ ۔ ۲۵۴)

اے ایمان والو ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرو قبل اس کے وہ دن آئے جس میں نہ کوئی بیع ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور سفارش کام آئے گی، اور انکار کرنے والے ہی ظالم ہیں۔

زکوٰۃ حدیث میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی)

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔ (طبرانی)

حضرت بزازؒ نے حضرت علقمہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ اسوہ صحابہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا اور

آپ نے فرمایا کہ جو کوئی نماز اور زکوۃ میں فرق کرے اور زکوۃ دینے سے انکار کرے۔ اگر وہ بکری کا ایک بچہ بھی زکوۃ میں سے روکے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "آپ ان سے جہاد کیسے کر سکتے ہیں جب کہ یہ کلمہ توحید کے قائل ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید کا اقرار کرنے والوں سے لڑنے کو منع فرمایا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تک یہ کلمہ توحید کا حق ادا کرتے رہیں۔ زکوۃ براہ راست کلمہ توحید کا حق ہے، جو اس کا انکار کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا اور تمام صحابہ یہ سن کر مطمئن ہو گئے۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زکوۃ سے غفلت اور لاپرواہی کیا معنی رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ معاملہ بڑا نازک اور سنگین ہے جس کے خلاف تمام صحابہ نے تلوار اٹھالی۔ خدا اور رسول کے نزدیک اس کے راندۂ درگاہ ہونے میں کیا شک ہے؟

زکوۃ اسلامی قانون میں

زکوۃ فرض ہے۔ اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کئے جانے کا مستحق ہے اور ادا کرنے میں تاخیر کرنے والا گنہ گار اور مردود الشہادۃ ہے۔ "عالمگیری"

زکوۃ ٹیکس نہیں ہے

زکوۃ کا عمل عبد اور معبود، غلام اور آقا کے مابین ایک تعلق ہے گویا بندہ خدا کی رضا جوئی کے واسطے اپنی پاک کمائی کا ایک حصہ خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے، زکوۃ دے کر وہ یہ نہیں محسوس کرتا کہ میں نے کسی پر احسان کیا ہے بلکہ اس کا دل اس تصور سے باغ باغ اور چہرہ پر مسرت اور خوشی کی لہر دوڑتی

ہے کہ غلام نے آقا کی طلب پر اپنی ایک حقیر شے پیش کی ہے، زہے قسمت گر قبول افتد خوش قسمتی ہے اگر قبول کرلی جائے۔ اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا ہے، اس کے قلب میں تواضع، انکسار اور گداز پیدا ہوتا ہے کہ اسی مولائے نعمت کی توفیق بخشی سے مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے اور اس کی عنایتوں اور نوازشوں کی بدولت میں اس قابل ہوسکا ہوں۔

اس کے برخلاف ٹیکس مجبوری اور بے دلی کی کیفیت کے ساتھ دیا جاتا ہے ٹیکس گراں گزرتا ہے اور زکوۃ شرف محسوس ہوتی ہے، ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور زکوۃ پیش کی جاتی، ٹیکس، جرمانہ اور تاوان خیال کیا جاتا ہے اور زکوۃ محبوب کے لئے بطور نذرانہ، عقیدت ہوتی ہے۔

زکوۃ حق کی ادائیگی ہے

انسان کو ملی ہوئی ساری جائیداد اور دولت خداوند تعالیٰ کی دین ہے، اس لئے اسی کے حکم کے مطابق ہی اس میں تصرف کو درست کہا جاسکتا ہے، جس طرح کسی وارث کے لئے اللہ کا مقرر کیا ہوا حق صاحب حق کو حوالہ کرنا ضروری ہے اسی طرح زکوۃ بھی اللہ کی جانب سے مساکین کا مقرر کردہ حق ہے، جس کا ادا کرنا ایک انتہائی ضروری امر ہے۔ ورنہ قیامت کے دن فقراء اور مساکین دامن تھام لیں گے۔

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مال داروں کے لئے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہوگی محتاج عرض کریں گے خداوندا ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کئے تھے انھوں نے ظلماً ادا نہیں کیا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا میری عزت اور جلال کی قسم میں تمھیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انھیں دور رکھوں گا۔

قرآن مجید میں متقیوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:۔

وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ "ذاریات"

ان کے مالوں میں ہاتھ پھیلانے والے محتاج اور محروم کا حق ہوتا ہے

زکوۃ شکریہ ہے

ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور ہر نعمت کے شکر کا الگ الگ طریقہ ہے نماز، روزہ اگر بدنی شکرانہ ہیں تو زکوۃ مالی شکرانہ اور عبادت ہے۔ یہ حقیقت اس آیت کریمہ سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے

وَھُوَالَّذِیْ اَنْشَاَجَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَمَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُہٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِھًا وَّغَیْرَمُتَشَابِہٍ کُلُوْامِنْ ثَمَرِہٖ اِذَا اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ وَلَاتُسْرِفُوْااِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○ (انعام)

وہی ہے جس نے ٹٹیوں پر چڑھائے جانے والے اور نہ چڑھائے جانیوالے باغات پیدا کئے اور کھجور کے درخت پیدا کئے، جن کے پھل مختلف طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار پیدا کیے جو ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے اور مشابہ نہیں بھی ہوتے۔ ان سب کی پیداوار کھاؤ اور اسکے کٹنے کے وقت اس کا حق ادا کرو اور اسراف نہ کرو بلاشبہ وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

زکوۃ نہ دینا ناشکری اور حق ماری ہے

جب زکوۃ بندوں کا حق بھی ہے اور اللہ کا حق بھی، تو اس سے غفلت اگر ایک طرف بندوں کی حق ماری ہے تو دوسری طرف خدا کی ناشکری بھی۔ گویا زکوۃ نہ دینا دوہرا گناہ ہے۔ اب غور کرو اس شخص کی بد بختی کا کیا حال ہوگا

جو قیامت کے دن خدا اور بندوں دونوں کا حق مار کر خدا کے حضور حاضر ہوگا حقیقت یہ ہے کہ اس کی حسرت اور بے بسی کا اندازہ لگانا اس دنیا میں تو تقریباً ناممکن ہے۔

حسرت کا ایک موقع

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جس میں روز قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے۔

یَاابْنَ آدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّہٗ اِسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَاعَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْاَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ

اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا بھلا میں آپ کو کیسے کھلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں، خدا فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے انکار کر دیا اگر تو اسے کھلاتا تو وہ چیز تو میرے پاس پاتا۔

زکوۃ میں خسارہ نہیں ہے

زکوۃ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور صرف اضافہ ہی نہیں بلکہ زکوۃ دینا گویا مال کو بہت ہی محفوظ بنک میں جمع کرنا ہے جس کے فیل اور دیوالیہ ہونے کا کوئی امکان نہیں اور اس بینک سے واپسی بے انداز انعامات کے ساتھ اور وہ بھی ایسے مشکل وقت میں ہوگی جبکہ انسان نہایت محتاج ہوگا۔ اور اس کے سارے لوگ باگ کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ اور اسکی تمام جائیداد اور دولت اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہوگی۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سبا)
وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ (روم)
يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ (البقرہ)

" اور جو چیز بھی تم خرچ کروگے اللہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین روزی رساں ہے " " اور جو چیز تم اس لئے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتی اور جو زکوۃ اللہ کی رضا کے لئے دوگے تو ایسے ہی لوگ اللہ کے پاس بڑھانے والے ہیں " " اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بد عمل کو پسند نہیں کرتا "۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ " صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، اور کسی خطاوار کو معاف کرنا معاف کرنیوالے کی عزت کو بڑھاتا ہے اور جو شخص رضائے الہٰی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے "۔

زکوۃ سے مال میں اضافہ ہونا اپنی جگہ ایک حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک سچے اور پکے مومن کا دل اور دنیا پرستی کی آلائشوں سے پاک وصاف ذہن چاہیئے۔ بیمار دل بیمار نگاہ اور بیمار ذہن و دماغ میں زکوۃ کی حقیقت نہیں سما سکتی۔ اس طرح زکوۃ مومن اور منافق کے درمیان فیصلہ کرنے والی کسوٹی بن جاتی ہے، دیکھیئے ہر سال کتنے لوگ اس کسوٹی پر کھرے ثابت ہوتے ہیں اور کتنے لوگ کھوٹے۔

زکوۃ قرض ہے

پروردگار عالم کی شان رزاقی اور شان کریمانہ دیکھو، ہر چیز کا مالک وہ ہے ساری چیزیں دینے والا وہ ہے لیکن اعلان فرماتا ہے کہ جو چیز میرے نام پر خرچ کروگے۔ وہ گویا مجھے قرض دوگے جس طرح قرض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے اسی طرح لازمی طور سے تمھیں واپسی ہوگی۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ (التغابن)

تم اگر اللہ کو قرض حسن دوگے تو وہ اسے تمھارے لئے چند گنا بڑھادے گا اور تمھیں معافی دے گا اور اللہ شکر قبول کرنے والا اور حلیم ہے۔

قرض حسن سے مراد ایسا قرض ہے جو خالص نیکی کے جذبہ سے بے غرضانہ کسی کو دیا جائے، اس طرح جو مال راہ خدا میں خرچ کیا جائے اسے اللہ تعالی اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ میں نہ صرف اصل ادا کروں گا بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ دوں گا البتہ شرط یہ ہے کہ وہ قرض حسن ہو یعنی محض اللہ کی رضا کیلئے خرچ کیا جائے، اس کے ساتھ کوئی دوسری غرض شامل نہ ہو۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهُ لَهُ وَلَهُ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (حدید)

کون ایسا ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس وہ اس کے لئے دوگنا کردے اور اس کے لئے عمدہ اجر ہے۔

" قرض حسن " میں تین لطیف اشارے ہیں اول یہ کہ صدقہ میں طیب اور طاہر مال دیا جائے۔ دوم۔ صدقہ دیتے وقت طبیعت میں کدورت اور

ناپسندیدگی کی بجائے مکمل طیب خاطر اور خلوص نیت پایا جائے ۔ سوم ۔ احسان نہ جتایا جائے اور نہ صدقہ کے زیر اثر اذیت آمیز رویہ اختیار کیا جائے ۔

زکوۃ حصولِ جنت اور مغفرت کا ذریعہ ہے

خدا کی راہ میں خرچ مغفرت اور حصول جنت کا ایک بڑا ذریعہ ہے ۔ قرآن میں اس کو صاف صاف الفاظ میں بار بار بیان کیا گیا ۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور)

اور تم میں فضل اور وسعت والے لوگ قرابت داروں مساکین اور فی سبیل اللہ ہجرت کرنے والوں کو دینے میں کوتاہی نہ کریں اور چاہیے کہ وہ معاف اور درگزر کریں ۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھاری مغفرت کرے اللہ مغفرت کرنے والا اور رحیم ہے ۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ ~~ينفقون~~ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (آل عمران)

اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے ۔ وہ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو تنگی اور فراغت دونوں حالتوں میں خرچ کرتے ہیں ۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۔ (انفال)

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں حقیقت میں یہی سچے مومن ہیں، ان کے مرتبے ان کے رب کے نزدیک اونچے ہیں، ان کو مغفرت نصیب ہوگی اور عزت کی روزی پائیں گے۔

جو لوگ مغفرت کے طالب اور جنت کے آرزومند ہوں ۔ انھیں شیطان کے جھانسے میں نہ آنا چاہیے، فی سبیل اللہ خرچ کے موقعہ پر شیطان اور شیطان نما انسان دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں اور خیرخواہ بن کر نیچ اونچ سمجھاتے ہیں کہ تم بے وقوف ہو جو اتنا خرچ کروگے ۔ خود اپنے ہاتھوں اپنی جھولی خالی کرنا کہاں کی عقل مندی ہے لیکن شیطان کی اس عیاری کا پردہ چاک کردیا گیا اور کہا گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں شیطان کے کہے پر نہ چلو۔ اگر تمھیں اللہ کی مغفرت اور فضل مطلوب ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا (بقرۃ)

شیطان تمھیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمھیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے

مخلص بندوں کا حال

مغفرت اور جنت کے طلبگاروں کا حال سنو سورۂ دھر میں فرماتا ہے ۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (دھر)

اور یہ لوگ محتاجوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں دراں حالیکہ وہ خود انھیں محبوب ہوتا ہے" اور کہتے ہیں" ہم تمھیں صرف اللہ کی رضا

کے لئے کھلاتے ہیں تم سے کسی بدلے اور شکر گزاری کے خواہش مند نہیں ہیں

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ (مومنون)

اور "جو اللہ کی راہ میں" جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل ڈرے ہوتے ہیں اس خیال سے کہ انھیں اپنے رب کے پاس جانا ہے

وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ (البقرہ)

اور وہ اپنا مال باوجود محبوب ہونے کے قرابت داروں کو یتیموں کو، ناداروں کو مسافروں کو اور سائلوں کو دیتا ہے اور گردنیں چھڑانے میں صرف کرتا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ

جن کو اللہ کے ذکر سے اور اداءِ نماز اور اداءِ زکوٰۃ سے نہ خرید و فروخت غافل کرتی ہے اور نہ تجارت وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی

اللہ زکوٰۃ دینے والوں کے ساتھ ہے

جن کا طرز فکر و خیال اتنا صالح اور پاکیزہ اور روش و کرتوت اتنے نیک ہوں بھلا وہ اللہ کی نصرت اور معیت سے کیوں محروم رہیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ انھیں اللہ کی مدد اس وقت تک حاصل رہے گی جب تک وہ اور چیزوں کے

ساتھ ساتھ نماز اور زکوۃ کی پابندی کرتے رہیں گے۔

وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّی مَعَکُم لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ

اور اللہ نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمھارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور جو رسول آئیں ان کی مدد کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو تو میں تمھاری برائیاں تم سے دور کردوں گا۔

دیکھو جن شرطوں پر اللہ کی نصرت موقوف ہے، ان میں سے ایک زکوۃ بھی ہے، آج جس طرح اور صفات سے ہم کورے ہو چکے ہیں اسی طرح صفت زکوۃ سے بھی ہم تہی دامن ہو رہے ہیں، کیا تعجب ہے جو آج کی ساری مصیبتوں کا سبب ہمارا یہی طرز عمل ہو۔

نیکی کی کنجی

یہ اچھی طرح یقین کرلینا چاہیئے کہ جس طرح تمام برائیوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے اسی طرح تمام نیکیوں کی کنجی دل سے مال و دولت کی محبت نکالنا اور زکوۃ ادا کرنا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ (آل عمران)

تم نیکی حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں خرچ نہ کرو جنھیں تم عزیز رکھتے ہو، اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے ایک مفسر لکھتے ہیں:۔

بالعموم یہودیوں کے بڑے بڑے دیندار لوگ تنگ دلی، حرص، بخل، حق پوشی اور حق فروشی کے عیوب چھپائے ہوئے تھے اور رائے عام انھیں نیک سمجھتی تھی - اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے نھیں بتایا جارہا ہے کہ نیک انسان ہونے کا مقام ان چیزوں سے بالاتر ہے جن کو تم نے مدار خیر و صلاح سمجھ رکھا ہے - نیکی کی اصل روح خدا کی محبت ہے ۔ ایسی محبت کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو، جس چیز کی محبت بھی آدمی کے دل پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اسے خدا کی محبت پر قربان نہ کر سکتا ہو بس وہی بت ہے اور جب تک اس بت کو آدمی توڑ نہ دے نیکی کے دروازے اس پر بند ہیں، اسی روح سے خالی ہونے کے بعد ظاہری تشرع کی حیثیت محض اس چمکدار روغن کی سی ہے جو گھن کھائی ہوئی لکڑی پر پھیر دیا گیا ہو۔ انسان ایسے روغنوں سے دھوکہ کھا سکتا ہے مگر خدا نہیں کھا سکتا

اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا پھلنا پھولنا

پھر دیکھو جس قیمت سے نیکیوں کی کنجی "زکوۃ" حاصل کی جاتی ہے، وہ قیمت بھی ہمیں واپس کردی جاتی ہے۔ اور کس انداز سے واپس کی جاتی ہے اس کا اندازہ قرآن کی اس مثال سے کرو -

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرۃ)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں - اسی طرح اللہ جس کے لئے چاہتا ہے چند گنا کرتا ہے، اللہ

تعالیٰ فراخ دست اور دانا ہے

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

جو لوگ اپنے مال اللہ کی رضا جوئی کے لئے اور دل کے پورے ثبات وقرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی اونچی جگہ پر ایک باغ ہو، اگر زور کی بارش ہو جائے تو دگنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی سی پھوار ہی اس کے لئے کافی ہو جائے ۔ اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضور فرماتے ہیں جو شخص کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے (اور اللہ حلال ہی کو قبول کرتا ہے) تو اسے اللہ دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اس کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کا کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم)

زکوۃ میں بہتر مال دو

بطور زکوۃ دی ہوئی چیز کی واپسی کا یہ حال ہے تو ہوشیاری کا تقاضا ہے کہ زکوۃ میں بہتر مال دیا جائے کیونکہ جتنا اچھا بیج ہوگا پھل بھی اتنا ہی اچھا ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ

اے ایمان لانے والو جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے

تمہارے لئے نکالا ہے اس میں سے بہتر حصہ راہ خدا میں خرچ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لئے خراب چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمھیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کروگے الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض برت جاؤ۔

صدقہ اور زکوۃ میں ردی مال وہی شخص دے گا جس کے دل کی گہرائیوں میں اللہ کی نوازشوں اور لطف و کرم کا احساس نہ ہوگا اور خرچ مولی کی رضا جوئی کے لئے نہیں بلکہ کسی دوسری وجہ سے کر رہا ہوگا۔ بھلا جس کے سامنے خدا کی جلالت شان، اس کی بے نیازی اور بندوں کے ساتھ اس کی بخشش اور عنایت ہوگی وہ کیسے اس کے نام پر ردی مال پیش کرے گا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے خدا کے حضور پیشی یاد آئے گی اور وہ لرز اٹھے گا کہ میں س کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔۔۔۔۔۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا

لوگو! اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی کا صدقہ قبول کرتا ہے۔

اپنے کئے کو اکارت نہ کرو

شیطان اور شیطان کے ایجنٹوں کی برابر کوشش رہتی ہے کہ ایک مومن نیکیوں سے دور رہے چنانچہ بہت سے لوگ شیطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور نفس اور خواہشات کا شکار ہوکر بھلائی کے کاموں سے رک جاتے ہیں لیکن جو لوگ شیطانی طاقتوں کے مقابلہ میں سخت ثابت ہوتے ہیں اور رکاوٹوں کے باوجود نیکی کے کام کر گزرتے ہیں شیطان کی اب یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کا یہ عمل برباد ہوجائے

غور کرو! آدمی اچھے کام کرے اور وہ اکارت جائیں، بھلائیاں اختیار

کرے اور بدلے میں کچھ نہ پائے، خدا کی راہ میں اپنی جان اور مال کھپائے لیکن خالی ہاتھ رہے یہ کتنی بڑی بدقسمتی اور محرومی ہے، اس محرومی سے بچنے کے لئے خدا اور رسول کی ان ہدایات کو یاد رکھو۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (البقرۃ)

اے ایمان لانے والو! اپنے صدقے احسان جتا کر اور دل آزاریاں کرکے ضائع نہ کردیا کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے، اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں سے ایک وہ ہے جو دنیا میں اس لیے صدقہ اور خیرات کرتا ہے کہ لوگ اسے بڑا داتا اور غریب پرور کہیں، ایک اور حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے۔

مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ (مشکوۃ)

جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

زکوۃ سے مصیبت دور ہوتی ہے

زکوۃ ادا کرنے سے اس دنیا کی بہت ساری بلاؤں سے بھی انسان محفوظ رہتا ہے۔ طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں۔

"زکوۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع کے ساتھ استعانت کرو"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

• جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرمایا"

زکوۃ نہ دینا خسارہ ہے

جو آدمی زکوۃ نہ دے وہ شیطان کے چکر میں آگیا اور اس کے اللہ سے غافل ہونے میں کوئی کسر نہ رہ گئی دیکھو اللہ سے غافل ہونے والوں کے حق میں قرآن کیا کہتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریں گے وہی خسارہ میں ہیں۔

زکوۃ، نفع بخش تجارت

اس کے برخلاف قرآن زکوۃ کو ایک ایسی نفع بخش تجارت قرار دیتا ہے جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ

جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے غریبوں کو دیتے ہیں پوشیدہ طور پر اور علانیہ وہ ایک ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو کبھی ماند نہ پڑے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کا پورا بدلہ دے اور ان کے لئے اپنے فضل میں سے زیادہ کرے بلاشبہ وہ بخشنے والا اور بڑا قدرداں ہے

مال کی ہلاکت

زکوٰۃ کا نہ دینا اس دنیا میں بھی زحمت اور مصیبت کا سبب ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے"

دردناک عذاب

جہاں زکوٰۃ کی ادائیگی پر بے انداز اور بے شمار انعامات قیامت کے دن ملیں گے وہیں زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ ۔ ۳۴)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو جس دن کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ (اور یہ کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ پس اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

مومن کی علامت

اس دردناک عذاب سے بچنے کے لئے جن چیزوں کو شرط بتایا گیا ہے ان میں سے ایک زکوۃ بھی ہے

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (توبہ)

پس اگر وہ اپنی روش سے باز آجائیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو یہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔

مشرک کی علامت

زکوۃ دینا اگر مومن کی علامت ہے تو زکوۃ نہ دینا مشرک کی علامت اور پہچان بتائی گئی ہے:۔

وَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ اَلَّذِیْنَ لَایُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ کَافِرُوْنَ

خرابی ہے ان مشرکین کے لئے جو زکوۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

قیامت کا ایک منظر

اور وہ شخص جس کے بائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ کہے گا کاش مجھے میرا نامہء اعمال نہ دیا جاتا۔ کاش میں اپنے حساب کتاب سے ناواقف رہتا۔ کاش دنیا ہی میں سب فیصلہ ہوگیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا زور و اقتدار ختم ہوگیا۔" خدا فرمائے گا" پکڑو اسے اس کے گلے میں طوق پہناؤ پھر دھکیل دو اسے جہنم میں۔ اور جکڑ دو اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں یہ خدائے بزرگ و برتر پر ایمان نہیں لایا تھا۔ اور مسکینوں کو کھلانے کی

ترغیب نہیں دلاتا تھا۔(سورۃ حاقہ)

گلے کا طوق

اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے اور وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے، نہیں یہ ان کے حق میں نہایت بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔(آل عمران)

مال کا سانپ

ارشاد نبوی پڑھیے اور کانپ جائیے۔

"جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور اس نے اس کی زکوۃ نہیں دی تو اس کا وہ مال قیامت کے روز نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا جس کے سر پر دو کالے نقطے ہوں گے اور وہ سانپ اس کے گلے میں لپٹ جائے گا پھر یہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں"۔

آگ کا کنگن

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَةٍ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُعْطِينَ زَكٰوةَ هٰذَا، قَالَتْ لَا قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنَ النَّارِ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

"حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی

کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں ان کی زکوٰۃ تو نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا، تو کیا تمھارے لئے یہ بات خوشی کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں کنگنوں کی (زکوٰۃ نہ دینے کی) وجہ سے قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے؟ اللہ کی اس بندی نے وہ دونوں کنگن ہاتھوں سے اتار کے حضورؐ کے سامنے ڈال دیئے اور عرض کیا کہ اب یہ اللہ اور اس کے رسول کے ہیں"۔

مصارف زکوٰۃ

ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ پانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے شخص اللہ تعالیٰ نے مال زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی انسان کو بلکہ پیغمبر تک کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے بلکہ اس کی تقسیم خود اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے آٹھ مصرف بیان کر دیئے ہیں اگر تم ان آٹھ میں ہو تو میں تم کو دے سکتا ہوں"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی اس آیت میں تمام مصارف بتا دیئے ہیں ۔

انما الصدقات

(۱) لِلْفُقَرَاءِ

(۲) وَالْمَسَاكِيْنِ

(۳) وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

(۴) وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

(۵) وَفِي الرِّقَابِ

(۶) وَالْغَارِمِيْنَ

(۷) وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

(۸) وَابْنِ السَّبِیْلِ

فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (توبہ)

صدقات "یعنی مال زکوٰۃ" صرف

(۱) فقیروں کے لئے

(۲) اور مسکینوں کے لئے

(۳) اور ان کارندوں کے لیے جو محکمہ زکوٰۃ میں کام کرتے ہیں

(۴) اور ان کے لئے جن کے دلوں کو موہنا مقصود ہو

(۵) اور گردنیں چھڑانے کے لئے

(۶) اور قرضداروں کے لئے

(۷) اور اللہ کے راستہ میں استعمال کرنے کے لیے

(۸) اور مسافروں کے لئے

یہ اللہ کی جانب سے فرض ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے

اب ہم نمبروار ہر ایک مد سے متعلق تھوڑی سی تشریح کرتے ہیں۔

(۱) فقیر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو صاحب نصاب نہ ہو یعنی جس کے پاس مال تو ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ زکوٰۃ کا نصاب پورا ہو سکے یا نصاب کے برابر ہے مگر وہ سب مال حقیقی ضروریات مثلاً مکان، کپڑے وغیرہ میں پھنسا ہوا ہے یا اس پر اتنا قرض ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر اس کے لئے خود سوال کرنا بغیر شدید ضرورت کے جائز نہیں۔

(۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے دوسروں کا محتاج ہو، ایسے شخص کے لئے سوال کرنا جائز ہے

(۳) عامل سے مراد وہ تمام کارکن ہیں جو محکمہ زکوۃ میں کام کرتے ہیں خواہ وہ کارکن مالدار ہوں یا فقیر اور مسکین،

(۴) دل موہنے کا مطلب یہ ہے کہ نئے نئے مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے یا کفار کو ان کی دشمنی اور عناد کو ختم کرنے کے لئے مدزکوۃ سے دیا جائے تو جائز ہے لیکن اب اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہوجانے کے باعث حنفیہ کے نزدیک اس سلسلہ میں زکوۃ کا مال نہیں خرچ کیا جاسکتا، بعض فقہاء کے نزدیک یہ مد اب بھی باقی ہے اگر اس کی ضرورت ہو۔

(۵) گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ مدزکوۃ کی رقم سے کسی غلام کے آزاد کرانے کا بندوبست کیا جائے۔ جیل خانوں میں زر ضمانت وغیرہ نہ جمع کرسکنے کی بنا پر جو قیدی پڑے ہوتے ہیں ان کی رہائی کی کوششوں میں بھی زکوۃ لگائی جاسکتی ہے ایک قیدی کی رہائی سے پورے کنبہ کو راحت ملے گی۔

(۶) کوئی مسلمان مقروض ہے اگر وہ سید نہیں ہے تو اس کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے، البتہ اگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی نصاب کے برابر اس کے پاس بچ رہے تو ایسے مقروض کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۷) فی سبیل اللہ۔ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً کسی مجاہد کے لیے آلات حرب، سواری اور زادراہ مہیا کیا جائے کسی کو حج کرنے کے لئے دیا جائے۔ ہاں حج کے لئے کسی کے لئے دست سوال پھیلانا صحیح نہیں ہے۔ کسی ایسے طالب علم کو دیا جائے جو تعلیم کے لئے بالکل وقف ہے، اس کے علاوہ ہر نیک کام میں زکوۃ کا مال خرچ کرنا فی سبیل اللہ

ہوگا۔ بس حنفیہ کے ہاں شرط یہ ہے کہ تملیک کرادی جائے۔ اسی لئے مسجد، میت کے کفن، پل، سرائے نہر اور کنواں وغیرہ اگر زکوۃ کے مال سے ۔ بنوا دیا جائے تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

(۸) مسافر کو جس کے پاس مال نہ رہ ہو زکوۃ دی جاسکتی ہے چاہے اس کے گھر پر مال موجود ہو

زکوۃ کی یہ آٹھ مدیں جو بتائی گئی ہیں ان کے سلسلہ میں ضروری نہیں ہے کہ تمام ہی مدوں میں زکوۃ ضرور صرف کی جائے بلکہ جس وقت جیسی ضرورت اور حالت ہو اس کے مطابق خرچ کرنا چاہیے ۔ چوتھی مد کے علاوہ بقیہ سب مدوں میں صرف مسلمانوں پر ہی زکوۃ صرف کی جاسکتی ہے ۔ غیر مسلمین کو زکوۃ دینا جائز نہیں ۔ غیر مسلم کی مدد کرنی ہو اور ضرورت پر ضرور کرنی چاہیے تو نفل صدقوں سے کرنی چاہیے ۔

چند ضروری مسائل

سونے اور چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے (۸ بھر) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے (۵۶ بھر) کی مقدار ہے، جب اتنی مقدار میں سونا یا چاندی کسی عاقل و بالغ مسلمان مرد یا عورت کے پاس ہوا اور وہ ایک سال تک موجود رہے تو اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوۃ ادا کرنا فرض ہے ۔ سونے اور چاندی کی زکوۃ سونا اور چاندی دے کر بھی ادا کی جاسکتی ہے اور جو مقدار واجب ہوتی ہے اس کی قیمت دے کر بھی ادا کی جاسکتی ہے ۔

روپے کی زکوۃ

سونا اور چاندی کے علاوہ دوسرے سکوں کی زکوۃ اس مقدار میں فرض

ہوگی جتنے مقدار کے ذریعہ ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جاسکے - اور ہر سو روپئے میں ڈھائی روپئے زکوۃ دینی ہوگی

مال تجارت کی زکوۃ

ہر قسم کے مالِ تجارت پر شریعت نے زکوۃ واجب کی ہے خواہ کسی قسم کا مال ہو، سونا، چاندی، موتی جواہرات، تیل، نمک اور کتابیں ہوں یا اور کوئی چیز ہو - مال تجارت کا نصاب وہی ہے جو چاندی یا اور سونے کا نصاب ہے، یعنی اگر کسی کے پاس اتنا مال تجارت ہے جس کی قیمت چاندی کے ایک نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گزرنے پر زکوۃ واجب ہوگی - زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ سال گزرنے کے بعد موجودہ مال کا حساب کرے، اگر نصاب پورا ہوجائے تو ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرے - گر مال تجارت نصاب سے کم ہو مگر خزانے میں نقد روپئے یا زیورات وغیرہ بھی موجود ہوں تو دونوں کو ملاکر حساب کرنا چاہیئے واضح رہنا چاہیے کہ زکوۃ کے واجب ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ مال مالک کے پاس ہی موجود ہو بلکہ کسی وجہ سے کسی غیر کے قبضہ میں ہو تو بھی زکوۃ واجب ہوگی بشرطیکہ مالک تصرف کرنے کا مجاز ہو---- اسی اصول کے تحت بینک میں جمع شدہ رقم کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی -

غلہ کا نصاب

مسلمانوں کے پاس جو زمینیں ہیں ان کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر اللہ کی راہ میں دینا واجب ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کھیت یا باغ کو سینچنا نہ پڑے بلکہ فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہوگئی یا ندی یا دریا کے کنارے ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بغیر سینچے پیدا ہوگئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے

اس کا دسواں حصہ اللہ کی راہ میں دینا واجب ہے اور جو پیداوار کھیت کو سینچ کر حاصل کی گئی ہو اس کا بیسواں حصہ دینا ہوگا

زکوۃ کے مقاصد

مصارف زکوۃ پر اور ان کے علاوہ اس سلسلہ میں خدا اور رسول کی دوسری ہدایات پر غور کرنے سے زکوۃ کے تین مقاصد کھل کر سامنے آتے ہیں (۱) زکوۃ دینے والے کا دل دنیا کی حرص اور طمع سے پاک ہو جائے اور پاک ہو کر نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لئے تیار ہو جائے چنانچہ زکوۃ کو زکوۃ اس لئے ہی کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان اپنی کمائی کا ایک حصہ ضرورت مندوں کو محض رضائے الٰہی کی خاطر دے کر اپنے قلب میں نیکی اور تقویٰ کی تخم ریزی کرتا ہے (۲) زکوۃ سے ملت کے نادار افراد کی مدد مقصود ہے تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں اور اپنے فرائض پورا کرنے کے قابل بن جائیں۔ (۳) تیسرا مقصد دین کی حفاظت اور نصرت ہے چنانچہ اس کے لئے ایک خاص مد رکھی گئی ہے۔ اور اسی لئے قرآن میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کے معنی اپنے آپ کو ہلاکت اور بربادی کے حوالے کرنا ہے۔

وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

زکوۃ کے یہ مقاصد مختصراً ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ زکوۃ دینے والے لوگ زکوۃ ادا کرتے ہوئے یہ ذہن میں رکھیں کہ ہمارے پیسے سے شریعت کا اصل مقصد حاصل ہوگا یا نہیں؟ اس لئے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ہم زکوۃ کہاں دے رہے اور کس کو دے رہے ہیں۔

ایک قابل توجہ بات

آپ دیکھتے ہیں دین کے فرائض کی ادائیگی میں تنظیم اور اجتماعیت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ نماز الگ الگ پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ستائیس گنا زیادہ ہے، روزہ ایک ساتھ ایک مہینے میں سب پر فرض کیا گیا ہے۔ فریضہ حج چند مخصوص دنوں میں سب لوگ ایک ساتھ ادا کرتے ہیں، بالکل اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا معاملہ اصل میں ایک اجتماعی معاملہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

ان کے مالوں سے صدقہ لو۔

حضورؐ کے بعد خلفائے راشدین نے زکوٰۃ کے وصولی کا نظم اجتماعی رکھا۔ اور حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اور حکومت ہی کی طرف سے ٹھیک ٹھیک طور پر خرچ کی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ عباسی خلفاء کے زمانہ تک یہی نظم قائم رہا۔ لیکن ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں نے نظام خلافت درہم برہم کر دیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے، کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہی تھی کہ زکوٰۃ غیر مسلم حاکموں کو نہیں دی جاسکتی۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی رقم اپنے طور پر خرچ کر ڈالنے کو بھی جائز کر دیا لیکن فقہاء نے اس بات پر زور دیا کہ جہاں ایسی صورت پیدا ہو جائے وہاں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ کسی اہل مسلمان کو اپنا امیر مقرر کر لیں اور زکوٰۃ کا نظم ٹوٹنے نہ دیں۔ لیکن

افسوس ہے کہ بعد کو آہستہ آہستہ مسلمان اس نظام کی اہمیت سے غافل ہوتے چلے گئے ۔ اور اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ لوگوں کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ زکوٰۃ کا معاملہ محض ایک نجی اور انفرادی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ایک اجتماعی نظم بھی ضروری ہے ۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ اگر اعلیٰ پیمانہ پر اس کا نظم ممکن نہیں ہے تو جس قدر بھی اس کام میں نظم اور اجتماعیت پیدا ہو سکے اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور مزید کے لئے فکر مند اور کوشاں رہنے کی ضرورت ہے اور خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ خلفائے راشدین کے دور والا نظم و اجتماعیت پھر پیدا فرما دے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ آخُذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِكُمْ وَأَرُدَّهَا فِي فُقَرَائِكُمْ۔

"یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مال داروں سے زکوٰۃ وصول کروں اور تمہارے فقراء میں تقسیم کر دوں"

اسی طریقے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا عمل بھی تھا ۔ تمام زکوٰۃ حکومتِ اسلامی کے کارکن جمع کرتے تھے اور مرکز کی طرف سے اس کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ آج اگر اسلامی حکومت نہیں ہے اور زکوٰۃ جمع کر کے باضابطہ تقسیم کرنے کا انتظام بھی نہیں ہے تو آپ علیحدہ علیحدہ اپنی زکوٰۃ نکال کر شرعی مصارف میں خرچ کر سکتے ہیں مگر تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے ایک اجتماعی نظام بنانے کی فکر کریں، کیوں کہ اس کے بغیر زکوٰۃ کی فرضیت کے فوائد ادھورے رہ جاتے ہیں۔

زکوۃ آپ دے چکے

زکوۃ دینے کے بعد یہ سمجھنا کہ اب ہم تمام خیر خیرات کرنے سے چھوٹ گئے --- یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان پر اس کے نفس کا حق ہے، اس کے والدین کا حق ہے، رشتہ داروں کا حق ہے، بیوی بچوں کا حق ہے۔ پڑوسی کا حق ہے۔ دوسرے تمام انسانوں کا حق ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی وسعت اور مقدور کے مطابق وہ ان تمام حقوق کو ادا کرے۔ ان حقوق کے ادا کرنے پر ہی دنیا اور آخرت میں وہ سعادتیں مل سکتی ہیں جن کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے یہ تمام ذمہ داریاں ادا نہیں ہو سکتیں اگر کوئی شخص اپنی جیب سے صرف زکوۃ کی مقررہ مقدار نکال دینے کو ہی کافی سمجھ لے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے تمام موقعوں پر صرف کرنے کے لئے اس کا دل بھی کھلا ہوا ہو اور اس کی جیب بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے زکوۃ کے علاوہ دوسرے عام صدقات پر بھی بہت زور دیا ہے۔ یعنی دینی تقاضے، جہاں اور جس وقت مال خرچ کرنے کے ہوں، آدمی حسب استطاعت خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔ یہی وہ اسپرٹ اور جذبہ ہے جو فریضہ۔ زکوۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ تمام ہی مسلمانوں کو اس جذبہ سے مالا مال فرمائے آمین۔

ooooo